لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

ایڈیٹر:-
ظفر احمد سرور

اپنی اولاد کی عزت کرو اور اُن کی بہترین تربیت کرو

ارشادِ باری تعالیٰ :

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(الفرقان : آیت ۷۵)

ترجمہ:- اور وہ لوگ بھی (رحمٰن کے بندے ہیں) جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم : اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ (ابن ماجہ)

ترجمہ:- اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کی بہترین تربیت کرو۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 I
Prir

Ahmadiyya Movement in I
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
PAID
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

22307-1546

تبرکات

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی صداقت کا ایک درخشندہ نشان

ایک پاک، فدائی اور وفادار جماعت کا قیام جس کا ہر مخلص فرد خود ایک نشان ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی۔ بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں۔ اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں۔

جب میں اِس درجہ کا صدق و ارادت اکثر افرادِ جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے۔ تُونے ان دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی۔ یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے.....

ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا۔ اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۸، ۲۴۷)

کلام الامام

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بعض عظیم الشان پیشگوئیاں

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ذات میں پوری ہوئیں

حضرت چوہدری صاحب پر نازل ہونے والے انعاماتِ الٰہیہ اور افضالِ خداوندی کا لطیف اور جامع تذکرہ

قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ کی زبانِ مبارک سے

فرمودہ ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن خطبہ جمعہ کے منتخب اقتباسات

بشکریہ "خالد" ربوہ دسمبر ۸۵ جنوری ۸۶

"ایک دفعہ بی۔ بی۔ سی وَن کے نمائندہ نے انٹرویو لیتے ہوئے اچانک آپ پر سوال کیا کہ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا واقعہ کیا ہے۔ بے تکلف سوچنے کے لئے ذرا بھی تردّد نہ کرتے ہوئے آپ نے فوراً یہ جواب دیا کہ میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ وہ تھا جب میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے مبارک چہرے پر نظر ڈالی اور آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا۔ اُس دن کے بعد پھر وہ ہاتھ آپ نے کبھی واپس نہیں لیا مسلسل ہاتھ تھمائے رکھا ہے اور جو عظمتیں بھی آپ کو ملی ہیں اس وفا کے نتیجہ میں ملی ہیں اِس استقلال کے نتیجہ میں ملی ہیں نیکی پر صبر اختیار کرنے کے نتیجہ میں ملی ہیں ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کے تابعِ فرمان کے طور پر زندہ رکھا۔ ہر میدان میں، ہر علم کے میدان، ہر جدّ وجہد کے میدان میں، ہر اندرونی تجربے کے میدان میں آپ پر یہ احساس غالب رہا کہ مَیں نے اللہ کے ایک مامور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اور جہاں تک میرا بس چلتا ہے جہاں تک مجھے

خدا کی طرف سے توفیق عطا ہوتی ہے مَیں اس کے تقاضے پورے کرتا رہوں گا اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ نہایت عمدگی کے ساتھ، نہایت ہی اہلیت کے ساتھ اِن تقاضوں کو پورا کیا اور آپ کے حق میں حضرت (بانیٔ سِلسلہ احمدیہ) کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو بار بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی اور اِس بار بار عطا ہونے میں بھی ایک کثرت کا نشان تھا جو آپ کو دیا گیا فرماتے ہیں :

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام دُنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور بشارتوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اِس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سِلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھُولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پُورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

یہ پیشگوئی مختلف رنگ میں مختلف وجودوں کی شکل میں پوری ہوتی رہی مگر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مرحوم کو خصوصیت کے ساتھ ظاہری طور پر بھی اس کو پورا کرنے کا اِس رنگ میں موقع ملا کہ آپ نے اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے بسا اوقات سب کے مُنہ بند کر دیئے۔ سیاست کے میدان میں بھی وکالت کے میدان میں بھی اور (دعوت اِلی اللہ) کے میدان میں بھی ایسی عمدہ نمائندگی کی توفیق آپ کو عطا ہوئی کہ اپنے تو اپنے دُشمن بھی بے ساختہ پکار اُٹھے کہ اس بطلِ جلیل نے بلاشُبہ غیروں کے مُنہ بند کر دیئے"۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں :۔
"اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن ضرور پورا ہوگا"۔
(تجلّیاتِ الٰہیہ)

"خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسے مقام پر پہنچایا جہاں واقعۃً ہر قوم نے اُس سرچشمے سے پانی پیا یعنی اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کی آپ کو صدارت نصیب ہوئی اور وہ دَور اقوامِ متحدہ کی تاریخ میں اگر کسی ایک تعریف کے ساتھ یاد کیا جائے تو یونائیٹڈ نیشنز کی تاریخ کا اَخلاقی دَور کہلائے گا"۔

"ویسے تو بکثرت ایسے احمدی ہیں جن سے قوموں نے فائدے اُٹھائے لیکن وہاں ایک ذات میں ساری باتیں اکٹھی ہوگئیں۔ ایک سرچشمے سے جو حضرت (بانیٔ سِلسلہ احمدیہ) کی غلامی پر فخر کیا کرتا تھا تمام اقوامِ عالَم نے فائدہ اُٹھایا اور سیراب ہوئیں اور پھر قوموں کی بھرپور خدمت میں آپ کو خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے مواقع نصیب فرمائے جبکہ نئی تاریخ کی شکلیں بن رہی تھیں اور جدید تاریخ کی بنیادیں ڈالی جا رہی تھیں"۔

"یہ وہم دل سے نکال دیں کہ ایک ظفر اللہ خان ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے تو آئندہ کے لئے ظفر اللہ خان

پیدا ہونے کے رستے بند ہوگئے بکثرت اور بار بار حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کو ایسے عظیم الشان غلاموں کی خوشخبریاں دی گئیں جو ہمیشہ آتے چلے جائیں گے اور ایک گذرے گا تو دوسرا اُس کی جگہ لینے کے لئے آگے بڑھے گا آپ اپنی ہمتوں کو بلند کریں اُن تقوٰی کی راہوں کو اختیار کریں جو چوہدری صاحب اختیار کرتے رہے۔ اُن وفا کی خصلتوں سے مزیّن ہوں جن سے وہ خوب مزیّن تھے۔"

"جماعتِ احمدیہ کو اِس وصال پر صدمہ تو ہے بڑا گہرا صدمہ ہے لیکن اس صدمے کے نتیجہ میں مایوسی کا اثر نہیں ہونا چاہئیے خدا تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار ہیں وسیع ہیں۔ اُس کی عطا کے دروازے کوئی بند نہیں کرسکتا اور جن راہوں میں وہ کھُلتے ہیں وہ لامتناہی راہیں ہیں اِس لئے آپ کو اگر خدا ظفر اللہ خان نہیں بنا سکتا تو اپنی اولاد کو بنانے کی کوشش کریں اور اولاد دَر اولاد کو یہ بتاتے چلے جائیں کہ حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں دو نہیں بکثرت آپ کو ایسے غلام عطا فرمائے گا جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو عِلم وفضل کے مضامین میں حیرت انگیز ترقیات حاصل کریں گے جو بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں کے مُنہ بند کردیں گے اور قومیں اُن سے برکت پائیں گی۔ ایک قوم یا دُو قومیں ہی نہیں کُل عالَم کی قومیں ان سے برکت پائیں گی۔ خدا کرے کہ بکثرت اور بار بار ہم حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھیں دوسروں میں ہی نہیں اپنوں میں بھی، غیروں کے گھروں میں نہیں اپنے گھروں میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس عظیم پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔" (آمین)

"میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زیارت اور بیعت ہے"

سعادتِ عظمیٰ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہونا اپنے لئے سعادتِ عظمیٰ شمار کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ سعادت فیوضِ آسمانی کے دروازوں کے کھُلنے کا موجب تھی ہستی باری تعالیٰ پر زندہ اور محکم ایمان اور عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِس ناچیز نے حضور سے حاصل کیا۔ (قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب) کی شفقت اور توجہ ایک بہت بڑا انعام تھی۔ آپ کا ارشاد "میاں ہم نے تمہارے لئے بہت بہت دعائیں کی ہیں" کس قدر انعامات اور فیوض کی خوشخبری تھا۔ آپ کا اِس ناچیز کو اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے محبت ناموں میں ظفر اللہ باشی ارشد وارجمند باشی کے دعائیہ القاب کے ساتھ یاد فرمانا اور ہمت بڑھانا میرے لئے بہت خوشی اور انبساط کا موجب تھا۔"

(تحدیثِ نعمت)

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:۔

ایکہ تو طالب خدا ہستی
آں یقیں جُو کہ بخشدت مستی

اے وہ شخص کہ جو خدا کا طالب ہے تو ایسا یقین تلاش کر جو تجھے سرشار کر دے۔

آں یقیں جُو کہ سیلِ تو گردد
ہمہ در یارِ میلِ تو گردد

وہ یقین ڈھونڈ جو تیرے لئے سیلاب بن جائے اور تیری سب محبت خدا کے لئے ہی ہو جائے

آں یقیں جُو کہ آتش افروزد
ہرچہ غیرِ خدا ہمہ سوزد

وہ یقین ڈھونڈ جو ایسی آگ جلائے جو کہ ہر ماسوی اللہ کو ختم کر ڈالے

از یقیں است زُہد و عرفاں ہم
گفتمت آشکار و پنہاں ہم

یقین کی ہی بدولت زہد اور عرفان حاصل ہوتا ہے یہ بات مَیں نے تجھ سے ظاہراً بھی کہہ دی ہے اور مخفی بھی۔

اخلاق کی اصلاح

کیا اخلاق کی اصلاح ممکن ہے

اب یہ سوال ہے کہ کیا اخلاق کی اصلاح بھی ممکن ہے۔ گو عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ ممکن ہے مگر اپنے معاملہ میں آکر کہہ دیا کرتے ہیں کہ کچھ نہیں بنتا۔ اسی مجمع میں جس سے پوچھو کہ اخلاق درست ہو سکتے ہیں تو کہے گا۔ ہاں ضرور ہو سکتے ہیں۔ اور اگر کہو تم نے اپنے اخلاق کی اصلاح کر لی ہے تو کہے گا۔ میں نے بہت زور لگایا ہے مگر کچھ نہیں بنتا۔ عام طور پر تو یہ ہوتا ہے کہ لوگ دوسروں کے لئے بُری رائے ظاہر کرتے ہیں اور اپنے لئے اچھی۔ مگر اس معاملہ میں الٹ ہوتا ہے کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کے لئے اچھی رائے ظاہر کرتے ہیں اور اپنے لئے بُری۔ مگر قرآن کریم کہتا ہے اخلاق کی اصلاح ہو سکتی ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"یہ خیال نہ کرو کہ ہم گنہگار ہیں۔ ہماری دعا کیونکر قبول ہوگی۔ انسان خطا کرتا ہے مگر دعا کے ساتھ آخر نفس پر غالب آجاتا ہے اور نفس کو پامال کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ قوت بھی فطرتاً رکھ دی ہے کہ وہ نفس پر غالب آجائے دیکھو پانی کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ آگ کو بجھا دے۔ پس پانی کو کیسا ہی گرم کرو اور آگ کی طرح کر دو۔ پھر بھی جب بھی وہ آگ پر پڑے گا تو ضرور ہے کہ آگ کو بجھا دے جیسا کہ پانی کی فطرت میں برودت ہے ایسا ہی انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک شخص میں خدا تعالیٰ نے پاکیزگی کا مادہ رکھ دیا ہوا ہے۔ اس سے مت گھبراؤ کہ ہم گناہ سے ملوث ہیں گناہ اس میل کی طرح ہے جو کپڑے پر ہوتی ہے اور دُور کی جا سکتی ہے۔ تمہارے طبائع کیسے ہی جذبات نفسانی کے ماتحت ہوں خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرتے رہو تو وہ ضائع نہ کرے گا۔ وہ حلیم ہے۔ وہ غفور رحیم ہے۔"

(بدر۔ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء تقریر جلسہ سالانہ)

اوپر کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان میں ایسا مادہ ہے کہ جب بھی اس کو کام میں لایا جائے سب گناہوں کو دُور کر دیتا ہے اور اصلاح کر دیتا ہے۔

فطرت کا میلان نیکی کی طرف ہے یا بدی کی طرف

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر فطرت کا میلان نیکی کی طرف ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فطرت کا میلان نہ نیکی کی طرف ہے نہ بدی کی طرف۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیتیں دے کر بھیجا ہے اور اسے مقدرت دی ہے کہ وہ انہیں

نیک و بد طور پر استعمال کر سکے۔ پھر وہ
اسے سیدھا راستہ دکھا کر چھوڑ دیتا ہے
جیسا کہ فرماتا ہے۔ ہم نے انسان کو ہر رنگ
کی طاقت دے کر قدرت دے دی ہے
چاہے کافر بنے چاہے شکر گذار۔

دنیا میں اکثر بدی کیوں ہے؟

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان
میں یہ طاقت ہے کہ بدی کو دبا سکتا ہے
تو دنیا میں بدی کیوں زیادہ ہے اور
نیکی کیوں کم ہے!

اس سوال کا جواب میں نے پہلے بھی
اپنی ایک تقریر میں دیا تھا۔ مگر پچھلے دنوں
چار پانچ آدمیوں نے مختلف مقامات سے
یہ سوال لکھ کر بھیجا ہے۔ نہ معلوم ایک
ہی وقت میں یہ سوال کس طرح پیدا ہو گیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں برائی
زیادہ نہیں بلکہ نیکی زیادہ ہے۔ دیکھو ایک
چور جس میں چوری کی برائی پائی جاتی ہے
وہ اگر کوئی نیک کام کرے مثلاً خوش خلق
ہو، سخی ہو، ماں باپ کی خدمت کرنے والا
ہو تو اس میں نیک خلق زیادہ ہوئے یا
بُرے۔ پس اگر اخلاق کو مد نظر رکھ کر
دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بداخلاقی کم ہوگی
اور نیک اخلاق زیادہ ہوں گے۔ اکثر نیک
اخلاق لوگوں میں پائے جائیں گے اور بداخلاقیاں
کم ہوں گی۔ یہ شبہ کہ دنیا میں برائیاں بہ نسبت
نیکیوں کے زیادہ ہیں۔ دو وجہ سے پیدا ہوتا
ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ لوگ دیکھتے
ہیں دنیا میں کافر زیادہ ہوتے ہیں اور صاحبِ
ایمان کم۔ اور دوسرے اس وجہ سے کہ لوگ
دیکھتے ہیں کہ اکثر انسانوں میں کچھ عیوب نظر آتے
ہیں۔ لیکن یہ دونوں امور ہرگز ثابت نہیں
کرتے کہ دنیا میں بدی زیادہ ہے بلکہ باوجود
ان دونوں امور کے دنیا میں نیکی زیادہ ہے۔
اگر پہلی بات کو یعنی اس امر کو کہ دنیا میں کافر
زیادہ ہیں لیا جائے تو غور کرنے سے معلوم
ہوگا کہ یہ ایک دھوکہ ہے جو حقیقت پر غور
نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ حقیقت یہ نہیں
کہ دنیا میں کافر زیادہ ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ
دنیا میں کافر کہلانے والے زیادہ ہیں۔ کیونکہ اگر
تحقیق کی جائے تو دنیا میں سے اکثر آدمی وہی
ملیں گے جن پر باطنی حجت پوری نہیں ہوئی۔
پس گو ان کا نام ظاہر شریعت کی بناء پر کافر
رکھا جائے خدا تعالیٰ کے نزدیک ان میں
کفر کی حقیقت نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ان لوگوں
کو خدا تعالیٰ یا پھر موقع دیگا۔ یا ان کے فطری
اعمال یعنی شرک و توحید کی بناء پر انہیں سزا
یا جزا دے گا۔ پس حقیقت کو مد نظر رکھتے
ہوئے اصل میں ایمان ہی زیادہ ہے اور
اسی نسبت نیکی بدی کی نسبت زیادہ ہے

دوسری وجہ بھی کہ اکثر لوگوں میں کمزوریاں
نظر آتی ہیں، باطل ہے کیونکہ سوال یہ نہیں
کہ اکثر لوگوں میں کمزوریاں نظر آتی ہیں بلکہ
سوال یہ ہے کہ اکثر لوگوں میں بدیاں نظر
آتی ہیں یا نیکیاں۔ اگر اکثر لوگوں میں اکثر
نیکیاں نظر آتی ہیں تو نیکی دنیا میں زیادہ
ہوئی اور ہر شخص جو انسانوں کے مجموعی
اعمال پر نظر کرے گا اسے معلوم ہوگا کہ
انسانوں کے اعمال کو مجموعی طور پر دیکھ کر

یہی ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں میں اکثر نیکیاں
ہیں اور کم بدیاں ہیں۔ پس دنیا میں بدی کم
ہوئی اور نیکی زیادہ۔

بعض لوگ اس موقع پر کہہ دیتے ہیں
کہ خواہ کچھ ہو اگر اکثر لوگوں کو سزا ملنی ہے
تو پھر شیطان جیتا۔ میں کہتا ہوں نہیں،
پھر بھی خدا ہی جیتا۔ اور وہ اس طرح کہ خدا
تعالیٰ کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ سزا بھگت
کر سارے کے سارے انسان جنت میں
چلے جائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے
میں نے انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے
کہ وہ میرے بندے بن جائیں۔ اب یہ
کس طرح ممکن ہے کہ لوگ خدا کے بندے
بن کر بھی سزا میں پڑے رہیں۔ پس معلوم
ہوا کہ ایک وقت سب کے سب دوزخ
سے نکال لئے جائیں گے۔ چنانچہ دوسری آیات
اور احادیث سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی
وقت سب کے سب لوگ جنت میں چلے
جائیں گے۔ اس لئے سارے خدا کے عبد
ہو گئے اور خدا ہی جیتا۔ پھر شیطان بھی
کہاں بیٹھا رہے گا۔ اس طرح وہ اپنے
نفس کے لحاظ سے بھی ہار گیا۔

اب پھر میں باکمال انسان کی تعریف
دہراتا ہوں۔ باکمال وہ انسان ہے جو اس
حد تک گناہ سے بچے کہ اس کی روح ہلاکت
اخروی سے بچ جائے (ہلاکت اخروی سے
مراد خدا تعالیٰ کی ناراضی ہے) اور اس حد
تک نیکی کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضاء کی
طرف قدم مارنے کی فوری قوت اس
میں پیدا ہو جائے۔ ورنہ یوں تو یہ قوت
سب میں پیدا ہو گی۔

گناہ کیا ہے؟ اب میں یہ بتاتا ہوں
کہ گناہ کیا ہے؟ گناہ وہ عمل ہے کہ جس
سے انسان کی روح بیمار ہو جاتی ہے اور
رویت الٰہی کے قابل نہیں رہتی اور اس
کے لئے اس سفر میں دقتیں پیدا ہو جاتی
ہیں جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے
ان اعمال سے میں سے بعض مادی ہیں اور
بعض روحانی۔ جو مادی ہیں ان میں سے اکثر
ایسے ہیں کہ جن کی مضرات نظر آتی ہیں جیسے
جھوٹ، قتل وغیرہ کے ارتکاب کا نقصان
عیاں ہوتا ہے

نیکی کیا ہے؟ نیکی وہ اعمال ہیں کہ
جن سے انسانی روح کو اتنی صحت حاصل
ہو جائے کہ وہ رویت الٰہی کے قابل ہو جائے
تندرست آدمی کا یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ
کام کاج کر سکے ورنہ ڈاکٹر تو ہر ایک میں
کوئی نہ کوئی بیماری بتا دے گا۔ پس نیکی
یہ ہے کہ رویت الٰہی کی قابلیت انسان میں
پیدا ہو جائے۔ اس میں بھی روحانی اور مادی
دونوں قسم کے افعال شامل ہیں۔

گناہ کے اقسام اصل مضمون کو سمجھنے
کے لئے یہ بات سمجھنی بھی ضروری ہے
کہ گناہ کی اقسام کتنی ہیں۔ سو یاد رکھو کہ
اس کی تین اقسام ہیں۔ (۱) دل کا گناہ۔
یہ اصل گناہ ہے۔ (۲) زبان کا گناہ
(۳) جوارح یعنی ہاتھ اور پاؤں اور دیگر
اعضاء کا گناہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخلصین وصیت کرنے میں تاخیر نہ کریں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعتِ دین کیلئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور ایک بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا کی محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے۔ هٰذَا مَا وَعَدَنَا الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (ضمیمہ الوصیت صنا)" ترجمہ۔ اور یہ تو وہ وعدہ تھا جو خدائے رحمان نے کیا تھا اور خدا کے رسولوں نے سچ کہا تھا

بعض احباب اس بات پر تذبذب ہو جاتے ہیں کہ وصیت کی شرائط کڑی ہیں اور ہم کمزور ہیں اور اندیشہ ہے کہ کہیں شرائط پوری کرنے سے قاصر نہ رہ جائیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ بنیادی طور پر وصیت کی شرائط شرائط بیعت کی بھرپور تجدید ہیں۔ اور ساتھ مالی قربانی پیش کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ جو انسان خدا پر توکل کر کے ہمت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ایفائے عہد کی توفیق بھی دیتا ہے۔ بشرطیکہ تقویٰ قائم رہے۔ وصیت کرنا عملِ حسن ہے اور ایسی نیکی ہے جو رضائے باری تعالیٰ کے حصول کا موجب بن جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یہ (وصیت) خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے اور وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیے کہ وہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کیلئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیے کہ وہ وصیت کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اُسے متقی بنا بھی دیتا ہے" (الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲)

احبابِ کرام! خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے وصیت کرنے میں سبقت کریں۔ رسالہ الوصیت غور سے پڑھیں اور جب پختہ ارادہ کر لیں تو اپنے سیکرٹری وصیت سے وصیت فارم حاصل کر کے اُسے پُر کریں

وصیت ہے امرِ خدائے جلیل
وصیت ہے جنت کی بہتر سبیل

جزاکم اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضؓ کے تبلیغی واقعات

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء میں ارشاد فرمایا ہے کہ داعیان الی اللہ کے لئے ایسے منتخب قسم کے ایمان افروز واقعات ملکی رسائل میں شائع ہوتے رہنے چاہئیں جو انہیں روح کی تازگی اور شادابی کا سامان مہیا کرنے کے علاوہ ان کے علم میں اضافہ کا موجب بھی ہوں۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلی قسط کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی خودنوشت سوانح حیات "حیات قدسی" حصہ اوّل میں سے تین واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلے واقعہ میں آپؓ نے اپنی قبول احمدیت سے قبل کی ایک رؤیا بیان فرمائی ہے جس سے اس امر پر خوب روشنی پڑتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہندوستان میں ظہور ایک ایسی تقدیر الٰہی تھی جو پہلے سے مقدر ہو چکی تھی۔ نیز اس سے اُس حدیث کی بھی خوب تشریح ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیحؑ کے کاموں میں سے ایک کام یقتل الخنزیر (یعنی وہ خنزیر صفات کو قتل کرے گا) بتایا۔ فھو ھذا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستگیری!

انہی ایام میں جبکہ میں روز و شب روحانی مجاہدات میں معروف تھا میں نے ایک رات رویا میں دیکھا کہ میں ایک شاہراہ پر جنوب سے شمال کی طرف جا رہا ہوں کہ راستہ میں ایک ہندوانہ شکل کا آدمی سیاہ رنگ کا کُتا پکڑے ہوئے کھڑا ہے۔ جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ کُتا مزاحم ہوا اور وہ شخص مجھے کہنے لگا کہ اگر تم آگے گذرنا چاہتے ہو تو مجھے سجدہ کر کے آگے گذر سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ سجدہ تو فقط خدا تعالےٰ کی ذات کے لئے ہے اور میں خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کر سکتا اس پر وہ کہنے لگا اگر تم مجھے سجدہ نہیں کر سکتے تو آگے بھی نہیں گذر سکتے۔ چنانچہ اس جواب پر جب میں آگے قدم بڑھانے لگا تو وہ کُتا پھر مزاحم ہوا اسی پس و پیش کی حالت میں جب میں بے حد پریشان تھا تو اچانک میرے پیچھے سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رفداہ نفسی، گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے میرے پاس پہنچے اور مجھے فرمانے لگے کہ آپ میرے پیچھے پیچھے چلے آیئے چنانچہ میں ارشاد گرامی کی تعمیل میں حضور انورؐ کے پیچھے ہو لیا اور آپؐ مجھے اس شاہراہ سے نکال کر ایک پگڈنڈی پر ساتھ لئے ہوئے اس ہندو اور کُتے سے کچھ فاصلہ پر پھر اسی شاہراہ میں لے آئے اور فرمانے لگے اب اس شاہراہ پر چلے جاؤ یہ کُتا اب مزاحم نہیں ہوگا۔ اللّٰھُمَّ صلّ علیٰ سیدنا محمدٍ الذی عزیزٌ علیہ ما عنتنا و بالمؤمنین رؤفٌ رحیم۔

گیارہ انبیائے کرام علیہم السلام کی دستگیری

انہی ایام کا ذکر ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک اندھے کنوئیں میں گرا ہوا ہوں اور حیران و ششدر کھڑا ہوں کہ اچانک اوپر سے میری طرف گیارہ ہاتھ بڑھائے گئے مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان گیارہ ہاتھوں کا پنجہ ایک ہی تھا اس پنجہ نے مجھے پکڑا اور اس کے ذریعہ میں اس اندھے کنوئیں سے باہر نکال لیا گیا باہر آ کر جب میں نے گیارہ اشخاص کو دیکھا تو ان کی تعریف پوچھی اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم گیارہ نبی ہیں جو آپ کو اس اندھے کنوئیں سے نکالنے کے لئے آئے تھے چنانچہ ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ حضرت نوح۔ حضرت ہود۔ حضرت صالح۔ حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل۔ حضرت اسحاق۔ حضرت یوسف۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے کنوئیں سے نکلنے کے بعد جب میں نے دوسری جانب نظر اٹھائی تو گیارہ آدمیوں کو جاتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں تو انہی انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے فرمایا کہ یہ لوگ یوسف کے گیارہ بھائی ہیں۔

ممکن ہے کہ مذکورہ بالا مقدس ہستیوں کے اسماء گرامی میں اب میرے حافظہ کے عدم ضبط کی وجہ سے کچھ فرق آگیا ہو مگر ظن غالب یہی ہے کہ یہی گیارہ انبیاء کرام میرے دستگیر ہوئے تھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اس رویائے صادقہ کی تعبیر بھی مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ کے بعد ہی معلوم ہوئی کہ اندھا کنواں دراصل وہ فیج اعوج کے بگڑے ہوئے عقائد و اعمال تھے جن میں اس وقت کے برادران طریقت فطرت اسلامی کو دھکیل رہے تھے۔ ایسا ہی گیارہ ہاتھوں کے ایک پنجہ کی حقیقت بھی مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جری اللہ فی حلل الانبیاء ہونے کی وجہ سے معلوم ہوئی اور وہ گیارہ آدمی بھی جو برادران یوسف تھے وہ بھی مجھے احمدی ہونے کے بعد ہی معلوم ہوئے کہ دراصل یہ لوگ ہمارے ہی خاندان کے گیارہ گھر تھے جو میرے احمدی ہونے کی وجہ سے میرے بے حد معاند ہو گئے۔

(۳)

بعض انذاری و تبشیری کرامتوں کا ذکر

موضع گڈہو کا واقعہ

انہی ایام کا ذکر ہے کہ میں ایک مرتبہ موضع گڈہو جو ہمارے گاؤں سے قریباً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے گیا چونکہ اس گاؤں کے اکثر لوگ ہمارے خاندان کے حلقہ ارادت میں داخل تھے اس لئے میں نے یہاں کے بعض آدمیوں کو احمدیت کی تبلیغ کی اور واپسی پر اس موضع کی ایک مسجد کے برآمدہ میں اپنی ایک پنجابی نظم کے کچھ اشعار جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے متعلق تھے لکھ دیئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس موضع کا نمبردار چوہدری اللہ بخش اس وقت کہیں مسجد میں طہارت کر رہا تھا اُس نے مجھے مسجد سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ لیا۔ ادھر راستہ میں یہاں کے امام مسجد مولوی کلیم اللہ نے بھی مجھے دیکھا۔ جب یہ دونو آپس میں ملے تو اُنہوں نے میرے جنون احمدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے مسجد کے برآمدہ میں ان اشعار کو پڑھا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اب ہماری مسجد اس مرزائی نے پلید کر دی ہے یہ تجویز کیا کہ سات مضبوط جوانوں کو میرے پیچھے دوڑایا جائے جو میری مشکیں باندھ کر مجھے ان کے پاس لے آئیں اور پھر میرے ہاتھوں سے ہی میرے لکھے ہوئے اشعار کو مٹوا کر مجھے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سات جوانوں کو میرے پیچھے دوڑا دیا۔ مگر اس زمانہ میں میں بہت تیز چلنے والا تھا اس لئے میں اُن جوانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے گاؤں آ گیا اور وہ خائب و خاسر واپس لوٹ گئے مگر دوسرے دن اسی گاؤں کا ایک باشندہ جو والد صاحب کا مرید تھا اور ان لوگوں کے ارادوں سے واقف تھا صبح ہوتے ہی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ والد صاحب نے اس کی باتیں سنتے ہی مجھے فرمایا کہ جب ان لوگوں کے تیرے متعلق ایسے ارادے ہیں تو احتیاط کرنی چاہیئے میں نے جب یہ واقعہ اور محترم والد صاحب کا فرمان سُنا تو وضو کر کے نماز شروع کر دی اور اپنے مولا کریم کے حضور عرض کیا کہ اے میرے مولا کریم کیا یہ لوگ مجھے تیرے پیارے مسیح کی تبلیغ سے روک دیں گے اور کیا میں اس طرح تبلیغ کرنے سے محروم رہوں گا۔ یہ دعا میں بڑے اضطراب اور قلق سے مانگ رہا تھا کہ مجھے جائے نماز پر ہی غنودگی سی محسوس ہوئی اور میں سو گیا۔ سونے کے ساتھ ہی میرا غریب نواز خدا مجھ سے ہمکلام ہوا اور نہایت رأفت و رحمت سے فرمانے لگا ”وہ کون ہے جو تجھے تبلیغ سے روکنے والا ہے اللہ بخش نمبردار کو میں آج سے گیارہویں دن قبر میں ڈال دوں گا۔“ صبح میں ناشتہ کرتے ہی موضع گڈہو پہنچا اور جاتے ہی اللہ بخش نمبردار کا پتہ پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا اس کے لئے میں ایک الٰہی پیغام لایا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ بخش آج سے گیارہویں دن قبر میں ڈالا جائے گا۔ کہنے لگے وہ تو موضع لالہ چک جو گجرات سے مشرق کی طرف چند کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے وہاں چلا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تم لوگ گواہ رہنا کہ وہ گیارہویں دن قبر میں ڈال دیا جائے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس خدائی تقدیر کو ٹال سکے۔ میرا یہ پیغام سنتے ہی اہل محفل پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ اب وہ تقدیر مبرم اس طرح ظہور میں آئی کہ چوہدری اللہ بخش ذات الجنب اور خونی اسہالوں سے لالہ چک میں بیمار ہو گیا۔ مرض چند دنوں میں ہی اتنا بڑھا کہ اسکے رشتہ دار اُسے لالہ چک سے اُٹھا کر گجرات کے ہسپتال میں لے گئے اور وہاں وہ ٹھیک گیارہویں دن اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا اور اُسے اپنے وطن موضع گڈہو کا قبرستان بھی نصیب نہ ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس پیشگوئی کی اطلاع چونکہ موضع گڈہو موضع سعد اللہ پور اور بعض دیگر دیہات کے آدمیوں کو پہلے سے پہنچا دی گئی تھی اس کے عین وقت پر پورا ہونے سے اکثر لوگوں پر دہشت سی طاری ہو گئی۔

نہ کوئی سورج ہی ڈھل رہا تھا، نہ کوئی موسم بدل رہا تھا
کچھ ایسے آیا خیال ان کا نہ آج باقی نہ کل رہا تھا

کوئی حرارت نہ دل میں باقی نہ شعلۂ جاں ہی جل رہا تھا
یہ کیسا پانی تھا چشمِ گریاں میں جو مسلسل اُبل رہا تھا

اگرچہ رو رو کے اب تو آنکھوں سے خشک بھی ہو چکے تھے آنسو
مگر لہو دل کا خشک آنکھوں سے قطرہ قطرہ نکل رہا تھا

ہزار ہا حادثات ایسے کہ موت کا ہو پیام جیسے
اگرچہ خطرہ تھا، پھر یہ خطرہ تو بار بار آ کے ٹل رہا تھا

جو زندگی کی نوید لایا، اُمنگ لایا، اُمید لایا
وہ شخص اِک میرے پاس آیا تو تھا مگر پل کا پل رہا تھا

وہ ہمسفر تھا کہ اتفاقاً ہی راستہ ایک تھا ہمارا
کہاں گیا وہ، ابھی ابھی میرے ساتھ، وہ بھی تو چل رہا تھا

مَیں کیسا ساتھی تھا اُسکا منزل بھی سامنے آ گئی تھی میرے
مگر مَیں آگے نہ بڑھ سکا اور پھر کھڑا ہاتھ مَل رہا تھا

وہ تیرا ناہید بھی ہے ایسے کہ ہو سحر کا چراغ جیسے
مگر یہ مَیں نے ضرور دیکھا کہ صبح تک تو وہ جل رہا تھا

عبد السلام ناہید

تحریکِ وقفِ نو کے بارہ میں

تحریکِ جدید انجمن احمدیہ، واقفینِ نو اور والدین کی ذمہ داریاں

ارشاداتِ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۳ اپریل ۱۹۸۷ء مطابق ۳ شہادت ۱۳۶۶ ہش کو بیت الفضل لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے اور اس صدی میں اُبھرنے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور دوسری صدی کے نئے تقاضوں کو پُورا کرنے کے لئے وقفِ نو کی بابرکت تحریک کا اعلان فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... خدا تعالیٰ نے مجھے اِس طرف توجہ دلائی ہے کہ مَیں احباب سے یہ تحریک کروں کہ وہ عہد کریں کہ آئندہ دو سال کے اندر جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ اُسے خدا کے حضور پیش کر دے گا اور کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی عہد کریں کہ اگر اس تحریک میں پہلے شامل نہیں ہوسکی تھیں تو اَب شامل ہو جائیں لیکن ماں باپ کو مِل کر عہد کرنا ہوگا. دونوں کو اکٹھے فیصلہ کرنا چاہیئے تاکہ اس سلسلہ میں پھر یک جہتی پیدا ہو، دنا کہ تربیت میں یک رنگی پیدا ہو اور بچپن ہی سے ان کی اعلیٰ تربیت شروع کر دی جاے اور اعلیٰ تربیت کے ساتھ ان کو بچپن ہی سے اِس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ ایک عظیم مقصد کے لئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ غلبۂ اسلام کی ایک صدی غلبۂ اسلام کی دوسری صدی سے مِل گئی ہے۔ اِس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اِس نیت اور دُعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو خدا سے مانگا تھا اور ہم نے یہ دُعا کی تھی کہ اے خدا تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنا۔ اگر اِس طرح دعائیں کرتے ہوئے لوگ اِن دو سالوں میں اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ایک بہت ہی حسین اور بہت ہی پیاری نسل ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے خدا کی راہ میں قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اِسی طرح مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۰ تبلیغ ۱۳۶۸ ہش کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ کے دَوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اِس خواہش کا اظہار فرماتے ہوئے کہ "کم سے کم پانچ ہزار بچے اگلی صدی کے واقفینِ نو کے طور پر ہم خدا کے حضور پیش کریں" ساتھ ہی حضور نے اِس مبارک تحریک کے عرصہ میں مزید دو سال کا اضافہ فرما دیا۔

اِس اعلان کے ساتھ ہی تحریکِ جدید انجمن احمدیہ اور والدین کے لئے ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا "بہت سے والدین مجھے لکھ رہے ہیں کہ اِن بچوں کے متعلق ہمیں کرنا کیا ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا اِس کے دو حصے ہیں اوّل یہ کہ جماعت کی انتظامیہ نے کیا کرنا ہے اور دوسرا یہ کہ بچوں کے والدین نے کیا کرنا ہے"

والدین کی راہنمائی کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات درج ذیل ہیں :-

والدین واقفین پر گہری نظر رکھیں

"بچوں کی یہ جو تازہ کھیپ آنے والی ہے اس میں ہمارے پاس خدا کے فضل سے بہت سا وقت ہے اور اگر اَب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مُجرم ٹھہریں گے اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہوگئے ہیں۔ اِس لئے والدین کو چاہیئے کہ اِن بچوں کے اُوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور جیسا کہ مَیں بیان کروں گا بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو اُن کو دیانت داری اور تقوٰی کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہیئے کہ مَیں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اِس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں اگر اِن کے باوجود جماعت اس کو لینے کے لئے تیار ہے تو مَیں حاضر ہوں ورنہ اِس وقف کو منسوخ کر دیا جائے۔ پس اِس طریق پر بڑی سنجیدگی کے ساتھ اَب ہمیں آئندہ اِن واقفینِ نو کی تربیت کرنی ہے"

۲۔ بچوں میں اخلاقِ حسنہ کی آبیاری

" ہر واقفِ زندگی بچہ جو وقفِ نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہیئے جس طرح Radiation کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اس طرح پرورش کرنے والی باپ کی بانہوں میں سچائی اس بچہ کے دِل میں ڈوبنی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں کہ سب واقفینِ زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے ضروری ہے اِس لئے اَب اِن بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اَب آپ کے گھر میں پَل رہی ہے۔

قناعت کے متعلق مَیں نے کہا تھا اِس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے اِن بچوں کو قانع بنانا چاہیئے اور حرص و ہَوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔ عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ غرض دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک اِن بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیئے۔ تُرش رُوئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی. تُرش رو واقفینِ زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں اِس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔ مذاق یعنی مزاح اچھی چیز ہے لیکن مزاح کے اندر پاکیزگی ہونی چاہیئے اور مزاح کی پاکیزگی کئی طرح سے ہوسکتی ہے لیکن میرے ذہن میں اِس وقت خاص طور پر دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ گندے لطائف کے ذریعہ اپنے یا غیروں کے دِل بہلانے کی عادت نہیں ہونی چاہیئے اور دوسرے یہ کہ اس میں لطافت ہو۔ مذاق اور مزاح کے لئے ہم لطافت کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں یعنی اس کو لطیفہ کہتے ہیں۔ لطیفہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ بہت ہی نفیس چیز ہے۔ ہر قسم کی کرختگی اور بھونڈا پن لطافت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ کثافت سے تعلق رکھتا ہے۔

غنا کے متعلق مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ قناعت کے بعد پھر غنا کا مقام آتا ہے اور غنا کے نتیجہ میں جہاں ایک طرف امیر سے حَسد پیدا نہیں ہوتا وہاں غریب سے شفقت منوٗ پیدا ہوتی ہے۔ غنا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غریب کی ضرورت سے انسان غنی ہو جائے۔ انسان اپنی ضرورت سے غیر کی ضرورت کی خاطر غنی ہوتا ہے۔ اسلامی غنا میں یہ ایک خاص پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اِس لئے واقفین بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی

تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں اور کسی کو اچھا دیکھ کر انہیں تکلیف نہ پہنچے لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ ضرور تکلیف محسوس کرے۔"

۳۔ منضبط رویّہ اپنانے کی تربیت

" ہمیں ایسے واقفین بچے چاہئیں جن کو شروع ہی سے اپنے غصّہ کو ضبط کرنے کی عادت ہونی چاہیئے جن کو اپنے سے کم علم کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیئے جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سُنیں اور تحمّل کا ثبوت دیں۔ جب ان سے کوئی بات پوچھی جائے تو تحمّل کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ ایک دَم مُنہ سے کوئی بات نہ نکالیں بلکہ کچھ غور کرکے جواب دیں۔ یہ ساری ایسی باتیں ہیں جو بچپن ہی سے طبیعتوں میں اور عادتوں میں رائج کرنی پڑتی ہیں۔ اگر بچپن سے یہ عادتیں پختہ نہ ہوں تو بڑے ہو کر بعض دفعہ ایک انسان علم کے ایک بہت بلند معیار تک پہنچنے کے باوجود بھی اِن عام سادہ سادہ باتوں سے محروم رہ جاتا ہے .....

اِس بات کی بچپن سے عادت ڈالنی چاہیئے کہ جتنا علم ہے اس کو علم کے طور پر بیان کریں۔ جتنا اندازہ ہے اس کو اندازے کے طور پر بیان کریں۔ اور اگر بچپن میں آپ نے یہ عادت نہ ڈالی تو بڑے ہو کر پھر دوبارہ بڑی عمر میں اسے رائج کرنا بہت مشکل کام ہوا کرتا ہے کیونکہ ایسی باتیں انسان بغیر سوچے کرتا ہے۔ عادت کا مطلب ہی یہ ہے کہ خود بخود مُنہ سے ایک بات نکلتی ہے اور یہ بے احتیاطی بعض دفعہ پھر انسان کو جھوٹ کی طرف بھی لے جاتی ہے اور بڑی مشکل صورتِ حال پیدا کر دیتی ہے۔"

۴۔ مالی اُمور میں خصوصی احتیاط کی تعلیم

" پھر عمومی تعلیم میں واقفین بچوں کی بُنیاد وسیع کرنے کی خاطر جو ٹائپ سیکھ سکتے ہیں انکو ٹائپ سکھانا چاہیئے۔ اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت دینی چاہیئے۔ دیانت پر جیسا کہ میں نے کہا تھا بہت زور ہونا چاہیئے۔ اموال میں خیانت کی جو کمزوری ہے یہ بہت ہی بھیانک ہو جاتی ہے۔ اگر واقفین زندگی میں پائی جائے اس کے بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ وہ جماعت جو خالصتًا طوعی چندوں پر چل رہی ہے اس میں دیانت کو اتنی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے گویا دیانت کا ہماری شہ رگ کی حفاظت سے تعلق ہے۔ سارا مالی نظام جو جماعتِ احمدیہ کا جاری ہے وہ اعتماد اور دیانت کی وجہ سے جاری ہے۔ اگر خدانخواستہ جماعت میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ واقفینِ زندگی اور سلسلہ کے شعبۂ اموال میں کام کرنے والے خود بددیانت ہیں تو ان کو چندے دینے کی جو توفیق نصیب ہوتی ہے اس توفیق کا گلا گھونٹا جائے گا ..... جس کو جمع تفریق نہیں آتی اُس بیچارے کے نیچے بعض دفعہ بد دیانتیاں ہو جاتی ہیں اور بعد میں پھر الزام اُس پر لگتے ہیں اور بعض دفعہ تحقیق کے نتیجہ میں وہ بَری بھی ہو جاتا ہے بعض دفعہ معاملہ اُلجھا ہی رہتا ہے۔ ہمیشہ ابہام باقی رہ جاتا ہے کہ پتہ نہیں بد دیانت تھا یا نہیں۔ اِس لئے اکاؤنٹس کے متعلق تمام واقفین بچوں کو شروع ہی سے تربیت ہونی چاہیئے۔ تبھی مَیں نے حساب کا ذکر کیا تھا کہ ان کا حساب بھی اچھا ہو اور ان کو بچپن سے تربیت دی جائے کہ کس طرح اموال کا حساب رکھا جاتا ہے۔"

۵۔ ٹھوکر سے بچانے والی بعض ضروری احتیاطیں

" اِس کے علاوہ واقفین بچوں میں سخت جانی کی عادت ڈالنا۔ نظامِ جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا۔ اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا۔ ناصرات سے وابستہ کرنا۔ خدام الاحمدیّہ سے وابستہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ انصاراللہ کی ذمّہ داری تو بعد میں آئے گی لیکن پندرہ سال کی عمر تک خدام کی حد تک تو آپ تربیت کر سکتے ہیں۔ خدام کی حد تک اگر تربیت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر انصاراللہ کی عمر میں بگڑنے کا اِمکان شاذ کے طور پر ہی کوئی ہو گا ..... پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے نظامِ جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدہ دار کے خلاف شکوہ ہوتا ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے ..... اِس لئے اکثر وہ لوگ جو نظامِ جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں اُن کی اولاد در کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔"

۶۔ آئندہ صدی کی عظیم لیڈرشپ کا اہل بنانے والی تربیت

اچھا لیڈر بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی قوت ہو۔ ہر تکلیف اور آزمائش کو صبر کے ساتھ قبول کرے اور اگر وہ اپنے آپ کو مظلوم بھی سمجھ رہا ہو تب بھی کِسی کے پاس شکوہ نہ کرے۔ شکوہ کرنے سے وہ دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے اور نظامِ جماعت کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

" ایک شخص سمجھتا ہے کہ مَیں نے خوب چالاکی کی ہے خوب انتقام لیا ہے۔ اِس طرح تحریکِ جدید نے مجھ سے کیا اور اِس طرح پھر مَیں نے اس کا جواب دیا۔ اَب دیکھ لو میرے پیچھے کتنا بڑا گروہ ہے اور یہ نہیں سوچا کہ وہ گروہ اس کے پیچھے نہیں وہ شیطان کے پیچھے تھا۔ وہ بجائے متقیوں کا امام بننے کے منافقین کا امام بن گیا ہے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا ہے اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی ہلاک کیا۔ پس یہ چھوٹی چھوٹی باتیں سہی لیکن غیر معمولی نتائج پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ آپ بچپن سے ہی اپنے واقفینِ نَو کو یہ باتیں سمجھائیں اور محبت سے ان کی تربیت کریں تاکہ وہ آئندہ صدی کی عظیم لیڈرشپ کے اہل بن سکیں۔"

۷۔ واقفین بچوں میں وفا کا مادہ پیدا کریں

" واقفین بچوں کو وفا سکھائیں۔ وقفِ زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ واقفِ زندگی جو وفا کے ساتھ آخری سانس تک اپنے وقف کے ساتھ نہیں چمٹتا وہ جب الگ ہوتا ہے تو خواہ جماعت اس کو سزا دے یا نہ دے وہ اپنی رُوح پر غدّاری کا داغ لگا لیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا داغ ہے اِس لئے آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اپنے بچوں کو وقف کرنے کا یہ بہت بڑا فیصلہ ہے۔ اِس فیصلے کے نتیجہ میں یا تو یہ بچے عظیم اَولیاء بنیں گے یا پھر عام حال سے بھی جاتے رہیں گے اور ان کو شدید نقصان پہنچنے کا بھی احتمال ہے۔ بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور ان کو عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ان شوخیوں کی تیزی خود ان کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے اِس لئے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اِس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ اَور بھی آئے گا جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہوں گے۔ اُس وقت دوبارہ جماعت ان سے پُوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے ..... وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تا دمِ آخر قائم رہتا ہے۔ ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے۔ واپس نہیں مُڑا کرتا۔ ایسے وقف کے لئے اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔"

۸۔ تقویٰ کے زیور سے آراستہ کریں

" واقفینِ نو کی جو فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں اور اِس پہلو سے مَیں جماعت کے اُس حصّے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقفِ نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریکِ جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔ اور بہت کوشش کرکے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کریں۔" فرمایا " یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے۔ ان کا زیور کیا ہے ؟ وہ **تقویٰ** ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے۔ اِس لئے سب سے زیادہ اہمیت اِس بات کی ہے کہ ان واقفینِ نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجہ میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دُنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ ان پر اس طرح پُوری توجہ دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو۔ اور اِس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر دیں کہ پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کی بجائے براہِ راست خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں۔ اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے اور سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریکِ جدید سے بھی واسطہ رہے گا اور نظامِ جماعت سے بھی واسطہ رہے گا مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا خود ان کو سنبھالتا ہے اور خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے۔"[1]

والدین اپنے کردار میں پاکیزگی پَیدا کریں

" تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے نیز فرمایا کہ خدا کا خوف کرتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے اِس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور دلنشین کریں اور اپنے کردار میں اتنی پاکیزہ تبدیلی پَیدا کریں کہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور اُن کی رُوحانی ترقّی کے لئے کھاد کا کام دے اور بُنیادوں کا کام دے جن پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی ..... اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔"[2]

○

[1] خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء

[2] خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء

تعلیمی حصّہ

واقفینِ نو بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

قرآن کریم کی تعلیم

" ابتداء ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہیئے اور اِس سلسلہ میں انشاء اللہ نظامِ جماعت بھی ضرور کچھ پروگرام بنائے گا ایسی صورت میں والدین نظامِ جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اِس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہو سکیں تو اپنے علاقہ کے نظام سے یا براہِ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں۔"

قرآن کریم کے مطالب کو سمجھتے ہوئے تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا :-

" تو ایسے گھروں میں جہاں واقفینِ زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیئے خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ۔ مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے اِس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہیئے۔"

نماز کی پابندی اور نماز کے جو لوازمات ہیں ان کے متعلق بچپن سے تعلیم دینا اور سکھانا یہ بھی جامعہ میں آکر سیکھنے والی باتیں نہیں اس سے بہت پہلے گھروں میں بچوں کو اپنے ماں باپ کی تربیت کے نیچے یہ باتیں آجانی چاہئیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء)

تعلیم میں وسعت پَیدا کرنے کی ضرورت

تعلیم میں وسعت پَیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا :-

" عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دُنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اِس کمی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ وجوہات جو مذاہب کے زوال کا موجب بنتی ہیں ان میں سے یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے۔ اِس لئے جماعتِ احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے اور وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہیئے۔ یعنی پہلے بُنیاد عام دُنیاوی علم کی وسیع ہو پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرۂ طیبہ پَیدا ہو سکتا ہے۔ تو اِس لحاظ سے بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو جنرل نالج پڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔ آپ خود متوجہ ہوں تو ان کا علم آپ ہی آپ بڑھے گا۔ یعنی ماں باپ متوجہ ہوں اور بچوں کے لئے ایسے رسائل ایسے اخبارات لگوایا کریں ایسی کتابیں پڑھنے کی ان کو عادت ڈالیں جس کے نتیجہ میں ان کا علم وسیع ہو۔ اور جب وہ سکول میں جائیں تو ایسے مضامین کا انتخاب ہو جس سے سائنس کے متعلق بھی کچھ واقفیت ہو۔ عام دُنیا کے جو آرٹس کے سیکولر مضامین ہیں مثلاً معیشت، اقتصادیات، فلسفہ، نفسیات، حساب، تجارت وغیرہ ایسے جتنے بھی متفرق مضامین ہیں ان سب میں سے کچھ نہ کچھ علم بچے کو ضرور ہونا چاہیئے ......

علم میں مزید وسعت پیدا کرنے کے لئے فرمایا: "اِس لئے ضروری ہے کہ ایسے بچوں کو اپنے تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

زبانیں سکھانے کا اِنتظام

مختلف زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: "جن زبانوں کی ہمیں ضرورت پڑنے والی ہے ان میں رُوسی اور چینی دو زبانیں خصوصیت سے اہمیت رکھتی ہیں۔ جماعتِ احمدیہ میں جن زبانوں میں کمی ہے ان میں سپینش اور فرانسیسی بھی ہے ..... اگر گھوڑے میں زبان سکھائی جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے بلکہ سب سے اچھا ہے۔ ایسی اگر دائی مل جائے۔ ایسی نرس مل جائے اور جو توفیق رکھتے ہیں ایسی نرسوں کو رکھنے کی وہ رکھیں۔" حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تو اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اِس لئے ہمیں تو ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں۔ بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں۔ ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔"[1]

تین زبانیں لازمی سیکھنی ہیں

زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مزید فرمایا: "پھر ان کو صرف وہی زبان نہیں چاہیئے جس زبان کے لئے اِن کو تیار کیا جا رہا ہے بلکہ اُردو زبان کی بھی شدید ضرورت ہوگی تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لٹریچر خود اُردو میں پڑھ سکیں۔ عربی زبان کی بنیادی حیثیت

[1] خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء

ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ عربی میں ہیں۔ عربی زبان بھی سکھانے کی ضرورت پڑیگی۔ پس تین زبانیں تو کم سے کم ہیں یعنی اس کے علاوہ کوئی زبان سیکھے تو چاہے جتنی چاہے سیکھے لیکن تین زبانوں سے کم کا تو کوئی سوال ہی نہیں"[2] یعنی اُردو اور عربی لازمی ہوگی ان کے علاوہ کوئی بھی تیسری زبان سکھائی جائے۔

لڑکیوں کی تعلیم

بیٹیوں کی تعلیم کی طرف والدین کو توجہ دلاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اِس ضمن میں مَیں نے یہ نصیحت کی تھی کہ واقفینِ نَو کی پیشکش کرنے والے جن مخلصین کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں ان کو کیا سکھائیں۔ بیٹیوں کے لئے وہ سہولت نہیں جو بیٹوں کے لئے ہو سکتی ہے کہ میدان میں جہاں مرضی ان کو پھینک دو۔ ان کے اپنے کچھ حفاظت کے تقاضے ہیں۔ کچھ ان کے وہی تقاضے ہیں جن کے پیشِ نظر ہم ان سے اس طرح کام نہیں لے سکتے جس طرح ہر واقفِ زندگی مَرد سے کام لے سکتے ہیں۔ اِس لئے مَیں نے ان کو یہ کہا تھا کہ ایسی بچیوں کو تعلیم کے میدان میں آگے لائیں۔ علمی کام سکھائیں۔ علم پڑھانا تو ہے ہی علم سکھانے کا نظام جس کو B.Ed. اور M.Ed. ایسی ڈگریاں جن میں تعلیم دینے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے ان میں ان کو داخل کریں آئندہ بڑے ہو کر لیکن ابھی سے ان کی تربیت اِس رنگ میں کریں۔ پھر ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ خواتین ڈاکٹروں کو اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو وہ بہت بڑی خدمت کر سکتی ہیں اور بہت گہرا اثر چھوڑ سکتی ہیں۔ خواتین کو ڈاکٹر بن کر اپنی زندگی پیش کرنی چاہیئے۔ ان بچیوں کو ڈاکٹر بنایا جائے جو خدا کے فضل سے وقفِ نَو میں پیدا ہوئی ہیں۔"

[3] خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء

اِسی طرح زبانوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"بچوں کو بھی سکھائیں لیکن بیٹیوں کو خصوصیت سے کیونکہ علمی کام میں ہمیں واقفین بیٹیاں بہت کام آسکتی ہیں۔ انہوں نے میدان میں نہیں جانا ہوگا لیکن وہ تصانیف کریں گی۔ وہ گھر بیٹھ کر ہر قسم کے کام اِس طرح کر سکتی ہیں کہ اپنے خاوندوں سے ان کو الگ نہ ہونا پڑے۔ اِس لئے ان کو ایسے کام سکھانے کی خصوصیت سے ضرورت ہے۔"[1]

○

[1] خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء

تحریکِ جدید کی ذمّہ داری

واقفینِ نَو بچوں کے لئے

۱ ۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر کی تیاری۔
۲ ۔ قرآن کریم اور ترجمہ سکھانے کا اِنتظام۔
۳ ۔ واقفینِ نَو بچوں پر مستقل نگاہ رکھنا اور والدین سے رابطہ۔

تحریکِ جدید والدین سے پُوچھ کر بتاؤ!

" اس بچے کا کیا حال ہے جو تم نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ خدا کے مہمان کی کس طرح پرورش کر رہے ہو۔ کیا سوچ رہے ہو ہمیں بتایا کرو۔ ہمیں اس کے حالات سے باخبر رکھو۔ اس کی صحت سے باخبر رکھو۔ اس کی چال ڈھال اس کے انداز سے باخبر رکھو۔ اور باقاعدہ انکو ہدایتیں دیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم اِس بچے سے یہ کام لو اور اُس بچے سے یہ کام لو۔"[1]

۴ ۔ زبانیں:۔

" مشرقی یورپ اور اشتراکی دُنیا کے ان ممالک کے لئے جہاں عموماً مغربی زبانیں بولی جاتی ہیں اور پھر چین کے لئے اور دوسرے کوریا۔ شمالی کوریا اور ویتنام وغیرہ کے لئے جہاں مشرقی زبانیں بولی جاتی ہیں معین طور پر بچوں کو ابھی سے نشان لگا دیں۔ اگر فی الحال ان کی نظر میں دس کی ضرورت ہے تو بیس یا تیس تیار کریں۔ اعداد و شمار دیکھ کر فیصلہ کریں کہ کس مُلک کے لئے کتنے بچے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر پولینڈ کے لئے ہم نے کچھ بچے تیار کرنے ہیں تو ایسے ممالک سے جہاں پولش زبان سیکھنے کی سہولت ہے واقفین بچے لینے چاہئیں جرمنی

سے بچے لئے جا سکتے ہیں۔ انگلستان میں بھی بہت سی زبانیں سیکھنے کا انتظام ہے۔ شمالی یورپ میں سیکنڈے نیویا میں بھی بعض خاص زبانیں سیکھنے کا انتظام ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں پر نظر ڈالتے ہوئے فیصلہ کریں کہ ہم نے فلاں ملک کے لئے دس، بیس یا تیس، چالیس مرد تیار کرنے ہیں۔ ان میں اتنی لڑکیاں ہوں گی جو علمی کاموں میں گھر بیٹھے خدمت کر سکتی ہوں۔ ان کو اس خاص طرز سے تیار کرنا ہوگا۔ اتنے لڑکے ہوں گے جن کو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آگے ان میدانوں میں جھونکنا ہے:

" اگر اردو اور عربی سیکھنے کا انتظام نہ ہو تو تحریک جدید دونوں زبانوں کو سکھانے کیلئے ویڈیو کیسٹس تیار کرے۔ آسان طریق پر ایسے ویڈیو تیار کریں جن کا جماعت کے لٹریچر سے تعلق ہو اور اس میں اسلامی اصطلاحیں استعمال ہوں۔" [۲]

۵۔ جب واقفین بچے بلوغت کو پہنچیں تو ان سے پوچھا جائے کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں۔

۶۔ علم میں وسعت پیدا کرنے کے لئے والدین کی معاونت اور راہنمائی۔

○

---

[۱] [۲] خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء

تحریک وقفِ نَو کا اعلان فرمانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقتاً فوقتاً اپنے خطبات میں تحریکِ جدید اور والدین کو واقفینِ نَو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو مختلف ہدایات جاری فرمائیں ان ہدایات کا خلاصہ ذیل میں پیش ہے اور والدین سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہوں اور اپنے اندر سچائی اور پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ **واقفینِ نَو بچوں میں !**

- ○ خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کریں۔
- ○ قرآنی تعلیمات سے محبت پیدا کریں۔
- ○ نماز سے محبت پیدا کریں۔
- ○ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کی عادت پیدا کریں۔
- ○ دین کی غیرت اور محبت پیدا کریں۔
- ○ خلافت سے محبت پیدا کریں۔
- ○ نظامِ جماعت کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں۔
- ○ نظامِ جماعت اور جماعتی عہدہ داروں کا احترام پیدا کریں۔
- ○ ذیلی تنظیموں اطفال الاحمدیہ، ناصرات اور خدام الاحمدیہ سے تعلق پیدا کریں۔
- ○ سچ سے محبت پیدا کریں۔
- ○ جھوٹ سے نفرت پیدا کریں۔
- ○ غصہ کو ضبط کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- ○ تحمل پیدا کریں۔
- ○ ہر بات کا جواب سوچ سمجھ کر دینے کی عادت پیدا کریں۔
- ○ علم کو علم کی حد تک اور اندازے کو اندازے کی حد تک بیان کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- ○ عزم و ہمت پیدا کریں۔
- ○ سخت جانی کی عادت پیدا کریں۔
- ○ ہر تکلیف اور آزمائش کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- ○ تقویٰ پیدا کریں۔
- ○ قناعت پیدا کریں۔
- ○ غنا پیدا کریں۔
- ○ وفا پیدا کریں۔
- ○ امانت اور دیانت پیدا کریں۔
- ○ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت کا مادہ پیدا کریں۔
- ○ کم علم کو حقارت سے نہ دیکھنے کی عادت پیدا کریں۔
- ○ بیہودہ مذاق سے بچتے ہوئے پاکیزہ مزاح کی عادت پیدا کریں۔
- ○ علم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔
- ○ علم کو وسیع کرنے کے لئے اچھے رسائل، کتب اور اخبارات کے مطالعہ کی عادت پیدا کریں۔
- ○ اُردو اور عربی زبان لازمی سکھائیں۔
- ○ اُردو اور عربی زبان کے علاوہ چینی، روسی، سپینش اور فرانسیسی زبانوں میں سے کوئی ایک زبان سکھائیں کیونکہ جماعت کو آئندہ ان زبانوں کے ماہرین کی ضرورت ہے۔
- ○ حساب کتاب رکھنے کی عادت پیدا کریں اور تربیت دیں۔
- ○ واقفاتِ نَو بچیوں کو ترجیحاً B.Ed اور M.Ed یا میڈیکل کی تعلیم دلائیں۔

واقفینِ نَو کے والدین

والدین " اپنے کردار میں اتنی پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں کہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور ان کی روحانی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے اور بنیادوں کا کام دے جن پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے "

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دُعا اور قبولیتِ دُعا

خدا کے پیارے دنیا میں آکر انسانوں کو اپنے زندہ تعلق اور ذاتی تجربہ و مشاہدہ کی بناء پر زندگی کے سچے سرچشمہ اور بہشتِ حقیقی ' زندہ خدا کا پتہ دیتے ہیں۔ امام آخرالزماں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے اسی سنتِ قدیم کے مطابق دنیا کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

" ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اسمیں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔" (کشتی نوح)

زندگی کے سرچشمہ اس زندہ خدا سے قوت و طاقت اور خیر و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی دُعا ہے جس سے سعید بندہ میں تعلقِ مجذوبہ قائم ہونے سے قوتِ تکوین ظاہر ہوتی ہے۔ اس کیفیت کو حضرت امام آخرالزماں یوں بیان فرماتے ہیں ؛

" دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اسکے رب کے درمیان تعلقِ مجاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس کے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اسکے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اسکی روح اسکے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اسکے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلشانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اثرات پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل کرنے کیلئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور قحط کیلئے بددعا ہے تو قادرِ مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دُعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اسکی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے ان کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے ہی دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ بِقَدْرِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ اور میں اپنے ذاتی تجربوں سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔" (برکات الدعاء)

سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو خدائے عرش نے "قبولیتِ دعا" کے عظیم الشان نشان سے نوازا۔ کوئی نہیں جو اس میدان میں آپ کے مقابل ٹھہر سکے۔ "جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" کی آسمانی آواز آپ نے سُنی اور بے شمار دعاؤں کی قبولیت پر خدا سے اطلاع پائی۔ آپ نے دعاؤں کی گریہ و زاری کو انتہا تک پہنچا دیا۔ راویوں نے بارہا بیان کیا کہ بوقت دعا آپکی حالت ہنڈیا کی مانند ہو جاتی کیا دن کیا رات آپ کی رُوح ہر وقت اپنے آقا کے در پہ مضطرب اور بے چین و بیقرار ہو کر جھکی رہتی کہ یہی عبودیت کا یہی تقاضا ہے اور عجز و فروتنی کا یہی طریق ہے جس سے انسان رحم باری کا وارث ٹھہرتا ہے آپ فرماتے ہیں ؛

" خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا اسلئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو ...... دعا میں خدا تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا ہے اضطراب کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اسکو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جسکو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۱)

خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق اور اسکی تاثیرات کا علم ہونے پر کون ہے جس کی روح بے تاب ہو کر آستانۂ ربِ کریم اور خدائے رؤف و رحیم پر گرنے کیلئے تڑپ نہ اٹھے ایسی حالت میں تسکین و اطمینان حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ دُعا ہے۔ جس کی جامع شکل نماز ہے' نماز کو عبادات کا اور دعا کو نماز کا مغز کہا گیا ہے۔ اس تمام کیفیت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود نے نماز اور دعا کے متعلق مختلف مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں۔ آپ فرماتے ہیں ؛

● " نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔

اس تعلق کو قائم رکھنے کیلئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذت رکھدی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے جیسے لڑکے اور لڑکی کی شادی ہو تو اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے ویسے ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کرکے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جسکی تفصیل نہیں ہو سکتی جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دوچار دفعہ بھی لذت محسوس ہوجائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا لیکن جسے دوچار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے۔" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۷۱)

● "نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا نہایت مؤثر ہے کیسی بدذوقی اور بےمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے یعنی کبھی تکرار آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور کبھی تکرار آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور سجدہ میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خواب گاہ دھوکا دینے والی چیز ہے۔ رات کو دعا کرو، صبح کو دعا کرو، جنگل میں جاکر دعا کرو، جماعت کے ساتھ دعا کرو اور تنہائی میں دروازے بند کرکے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نفسِ امّارہ سے آزادی بخشے۔ جہاں تک ہوسکے گریہ وزاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کے روبرو صاف و پاک جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدایات سے اسکا منشاء ہے۔ کاہلی کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی منزل تک نہیں پہنچ سکتا"

(مکتوبات بنام حضرت مولوی محمد احسن صاحب)

● "دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی بار سبز کرسکتی ہے اور مُردہ کو زندہ کرسکتی ہے اسمیں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضاء و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دُعا اسکو بچالے گی۔" (الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء)

● "حصولِ فضل کا اقرب طریق دُعا ہے اور دعا کے کامل لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو۔ اضطراب اور گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہوکر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے" (الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۳ء)

● "دعا کرنیوالے کی رُوح پانی کی طرح بہ کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ بابِ اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔" (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء)

● "مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے، ایک دن دیکھنے لگیں گے..... مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں، کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری رُوح دعا کیلئے پگھلتی اور تمہاری آنکھیں آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کیلئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جائے گا۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۶-۳۵)

● "خوب یاد رکھو دعا وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ کی فتح کیلئے مجھے آسمان سے دیا گیا ہے اور اے میرے دوستوں کی جماعت! تم صرف اس حربہ سے غالب آسکتے ہو!!"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۴ ترجمہ از عربی)

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے مبارک الفاظ میں دعا کی کیفیت و اہمیت اور اسکی تاثیر و برکات نیز قبولیتِ دعا کے مختلف لیکن مجرب طریقوں کا بیان اس غرض سے یکجا کردیا ہے تا قرآن کریم، احادیث نبویہؐ اور الہامات و تحریرات سیدنا حضرت مسیح موعود سے ماخوذ دعاؤں کے حیات بخش، رُوح پرور اور دل گداز و دل نشین دعائیہ خزائن سے کماحقہ استفادہ ممکن ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو قبولیتِ دُعا کا جو نشان دیا گیا ہے ہر احمدی اس کا ثبوت اپنے تجربہ سے دیتا رہے اور عرشِ الٰہی سے آنے والی آواز متضرعانہ دعائیں کرنیوالے احمدیوں کے حق میں ہمیشہ سنائی دیتی رہے کہ "دُعَاؤُكَ مُسْتَجَابٌ۔ تیری دعا قبول ہے" (تذکرہ صفحہ ۴۲)

۱۹۶۳ء میں خاکسار نے "روحانی جواہر" کے عنوان سے دعاؤں کا ایسا ہی ایک مجموعہ ترتیب دیا تھا، جو ابھی دنوں شائع ہوگیا۔ خدا کرے کہ "دعائیہ خزائن" کا خلوص، محبت اور توجہ سے بہترین استعمال کرنیوالوں کو ساری دعاؤں کے ثمرات ملیں اور وہ گواہی دینے والوں میں شامل ہوں کہ ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

محتاجِ دعا، محمد اعظم اکسیر مربی سلسلہ احمدیہ

اس میں شک نہیں کہ دعاؤں کی قبولیت پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے مگر دعاؤں کے اثر اور قبولیت کو توجہ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدی بچوں کے لئے

جماعتِ احمدیہ کی مختصر تاریخ

پہلا حصہ

باب اوّل

تمہید پیارے بچو! ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان اور احمدی ہیں۔ یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی امّت ہیں اور جماعتِ احمدیہ میں شامل ہیں۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا میں حقیقی اسلام کو پھیلانے کے لئے قائم کیا ہے۔ اس جماعت کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی۔

یہ جماعت کس طرح قائم ہوئی۔ کن کن حالات میں سے گزری اور کیسے معجزانہ رنگ میں اس نے ترقی کی۔ یہ بہت ہی دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان کو بڑھانے والے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس جماعت کو قائم کیا ہے اور پھر ہر موقع پر اس کی مدد فرمائی۔ مخالفوں نے اسے مٹانے کی پوری کوشش کی مگر خدا تعالیٰ نے اس کی ہمیشہ حفاظت کی اور اسے ہر میدان میں ترقی پر ترقی دیتا چلا گیا۔

اس کتاب میں ہم یہی واقعات اور حالات بیان کریں گے تاکہ احمدی بچے اپنی جماعت کی تاریخ سے واقف ہوسکیں۔ امید ہے کہ تم بڑی دلچسپی سے اور بڑے غور سے ان حالات کو پڑھو گے اور انہیں یاد رکھو گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر خاندانی حالات

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مرزا غلام احمد صاحب تھا۔ آپ کے والد کا نام

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب، دادا کا نام مرزا عطا محمد صاحب اور پڑدادا کا نام مرزا گل محمد صاحب تھا۔ آپ کی والدہ کا نام چراغ بی بی صاحبہ تھا۔

آپ ایک نہایت معزز مغل خاندان کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے تھے اس خاندان کا امتیازی لقب مرزا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد کے ناموں سے پہلے مرزا کا لفظ لکھا جاتا ہے۔ اس خاندان کے ایک بزرگ مرزا ہادی بیگ صاحب سولھویں صدی عیسوی (دسویں صدی ہجری) کے آخر میں بابر کے عہد حکومت میں، اپنے وطن خراسان کو چھوڑ کر قریباً دو سو آدمیوں سمیت ہندوستان میں آگئے اور دریائے بیاس کے قریب آباد ہو گئے۔ یہاں پر انہوں نے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جس کا نام اسلام پور رکھا گیا یہ گاؤں بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ لوگ صرف قاضی ماجھی کہنے لگے۔ پھر ماجھی کا لفظ بھی اڑ گیا اور قاضی رہ گیا۔ آہستہ آہستہ قاضی سے قادی بن گیا اور پھر قادی سے قادیان ہو گیا۔

قادیان لاہور سے شمال مشرق کی طرف قریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے یہی وہ مقدس بستی ہے جہاں پر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اور جہاں پر آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا میں حقیقی اسلام کو پھیلانے کے لئے قائم کیا ہے۔ اس جماعت کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی۔

یہ جماعت کس طرح قائم ہوئی۔ کن کن حالات میں سے گزری اور کیسے معجزانہ رنگ میں اس نے ترقی کی۔ یہ بہت ہی دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان کو بڑھانے والے واقعات ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس جماعت کو قائم کیا ہے اور پھر ہر موقع پر اس کی مدد فرمائی۔ مخالفوں نے اسے مٹانے کی پوری کوشش کی مگر خدا تعالیٰ نے اس کی ہمیشہ حفاظت کی اور اسے ہر میدان میں ترقی پر ترقی دیتا چلا گیا۔

اس کتاب میں ہم یہی واقعات اور حالات بیان کریں گے تاکہ احمدی بچے اپنی جماعت کی تاریخ سے واقف ہو سکیں۔ امید ہے کہ تم بڑی دلچسپی سے اور بڑے غور سے ان حالات کو پڑھو گے اور انہیں یاد رکھو گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر خاندانی حالات

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مرزا غلام احمد صاحب تھا۔ آپ کے والد کا نام

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب، دادا کا نام مرزا عطا محمد صاحب اور پڑدادا کا نام مرزا گل محمد صاحب تھا۔ آپ کی والدہ کا نام چراغ بی بی صاحبہ تھا۔

آپ ایک نہایت معزز مغل خاندان کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے تھے اس خاندان کا امتیازی لقب مرزا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد کے ناموں سے پہلے مرزا کا لفظ لکھا جاتا ہے۔ اس خاندان کے ایک بزرگ مرزا ہادی بیگ صاحب سولہویں صدی عیسوی (دسویں صدی ہجری) کے آخر میں بابر، کے عہد حکومت میں، اپنے وطن خراسان کو چھوڑ کر تقریباً دو سو آدمیوں سمیت ہندوستان میں آگئے اور دریائے بیاس کے قریب آباد ہو گئے۔ یہاں پر انہوں نے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جس کا نام اسلام پور رکھا گیا یہ گاؤں بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ لوگ صرف قاضی ماجھی کہنے لگے۔ پھر ماجھی کا لفظ بھی اڑ گیا اور قاضی رہ گیا۔ آہستہ آہستہ قاضی سے قادی بن گیا اور پھر قادی سے "قادیان" ہو گیا۔

قادیان لاہور سے شمال مشرق کی طرف تقریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے یہی وہ مقدس بستی ہے جہاں پر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اور جہاں پر آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان مغل عہد حکومت میں بہت سے معزز عہدوں پر مامور رہا ہے۔ جب مغلیہ حکومت کمزور ہو گئی تو یہ خاندان ایک آزاد حکمران کے طور پر قادیان کے اردگرد کے قریباً ساٹھ میل کے علاقہ پر حکومت کرتا رہا۔ سکھوں کے زمانہ میں اس کی حالت بہت کمزور ہو گئی۔ بہت سا علاقہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ حتیٰ کہ قریباً سولہ سال تک اس خاندان کو قادیان سے ہجرت کر کے ریاست کپورتھلہ میں پناہ لینا پڑی۔ بعد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں یہ خاندان پھر قادیان واپس آکر آباد ہو گیا۔ انگریزوں کے عہد حکومت میں اس خاندان کی باقی جاگیر تو ضبط کر لی گئی البتہ قادیان اور اس کی نواحی زمین پر اس کی ملکیت کے حقوق قائم رہے۔

پیدائش اور ابتدائی تعلیم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو جمعہ کے دن نماز فجر کے وقت قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت توام تھی یعنی آپ کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی تھی جو تھوڑی مدت کے بعد فوت ہو گئی۔ جب آپ کی چھ سات سال کی عمر ہوئی تو ایک استاد آپ کو پڑھانے کے لئے مقرر کیا گیا۔ جس سے آپ نے قرآن مجید اور اس زمانہ کے رواج کے مطابق فارسی کی

چند کتابیں پڑھیں۔ بعد میں دو اور استادوں سے آپ فارسی اور عربی پڑھتے رہے۔ طب کی بعض کتابیں آپ نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں جو کہ بہت بڑے حکیم بھی تھے۔ اس تعلیم کے نتیجہ میں آپ کو عربی اور فارسی کا کچھ ابتدائی علم حاصل ہو گیا۔ اس سے زیادہ آپ نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ دینی تعلیم تو باقاعدہ طور پر آپ نے کسی استاد سے بھی حاصل نہیں کی۔ البتہ اپنے طور پر دینی کتابیں پڑھتے رہتے تھے اور قرآن مجید کا مطالعہ کرنے اور اس پر غور کرنے کا تو آپ کو شروع سے ہی بہت شوق تھا۔

بچپن کی عادات

حضرت مرزا صاحبؑ کا بچپن بہت ہی سادہ اور پاکیزہ تھا۔ ایک رئیس خاندان اور امیر گھرانہ سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ کو فضول کھیلیں کھیلنے اور وقت کو ضائع کرنے کی بالکل عادت نہ تھی البتہ مفید اور اچھی کھیلوں میں آپ ضرور حصہ لیتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بچپن میں ہی تیرنا سیکھ لیا تھا۔ گھوڑے کی سواری کے فن میں بھی اچھے ماہر تھے۔ آپؑ کی سادہ، پاکیزہ اور نیک عادتوں کا دیکھنے والوں پر گہرا اثر ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ آپ ابھی بچہ ہی تھے ایک بزرگ مولوی غلام رسول صاحب نے جو کہ خود بھی ولی اللہ تھے آپؑ کے سر پر محبت بھرا ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:۔

"اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔" (حیات طیبہ صفحہ ۱۲)

NATIONAL OFFICE HOLDERS

Election of National Office Holders - National Amla

Hazrat Khalifatul Messih (ABA) has graciously agreed to the appointment of the following National Office Holders and Members of National Amla on the basis of elections held at the Shoora.

Office	Name
Ameer	Mr. M.M. Ahmad
Naib Ameet	Dr. Muzaffar A. Zafr
Naib Ameer	Dr. Ahsanullah Zafar
General Secretary	Dr. Masoud A. Malik
Asstt: General Secy	Mr. Kalim Ullah Khan
Secy Tabligh	Mr. Nasir Mahmood Malik
Asstt: Secy Tabligh	Br. Munir Hamid
Secy Tarbiyyat (Religious Training)	Dr. Khalil Mahmood Malik
Secy Talim (Education)	Br. Abid Hanif
Asstt. Secy Talim	(to be filled)
Secy Ishaat (Publication)	Dr. Fazl Ahmad
Secy Ishaat Sami Basri (Audio-Video)	Dr. Abdul Hakim Nasir
Asstt. Secy Sami Basri	(To be filled)
Secy Rishta Nata (Matrimonial)	Maulana Ataullah Kaleem
Secy Amoor Kharja (Public Relations)	Al-Haj Dhul Waqar Yaqoob
Asstt. Secy Amoor Kharja	(to be filled)
Secy Amoor Aama (Social Services)	Mr. Allah Bukhsh Chaudry
Asstt. Secy Amoor Aama (Human Services/Khidmate Khalq)	Mr. Rashid Ahmad
Secy Maal (Finance)	Mr. Mubarik A. Malik
Addl. Secy Maal	Syed Shoaib Ahmad
Addl. Secy Maal*	Dr. Nasim Rahmatullah

* To increase income to Three Million Dollars within a period of 3 years as decided by Shoora and to work for making every Ahmadi a chanda paying member at prescribed rate.)

Office	Name
Secy Wasaya (Will)	Dr. Syed Abdul Majid
Secy Tahrike Jadid	Mr. Falahud Din Shams
Asstt. Secy Tahrike Jadid	(To be filled)
Secy Waqfe Jadid	Mr. Anwar Mahmood Khan
Asstt. Secy Waqfe Jadid	(to be filled)
Secy Jaidad (Properties)	Lt. Col. Saied A. Malik
Secy Mosque Fund and Africa/India Fund	Maulana Sheikh Mubarak Ahmad
Secy Tajneed (Census)	Athar Bashir Malik
Trustee	Dr. Hamid ur Rahman
Trustee	Br. Abid Hanif
Trustee	Br. Rashid Ahmad

وصیت جلدی کرو

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض

یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارہ میں سستی دکھاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں انکو آجکل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل اس کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے سے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

پھر بعض لوگ مرض الموت میں وصیت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور نہیں ہوتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا ہے وصیت وہی ہے جو حیات اور زندگی میں کی جائے اور غیر مشتبہ ہو۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے ان کے لئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی مزید ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا۔ تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔

الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء